سید یونس الحسنی

امریکی پالیسیاں اور عالمی سلامتی

پاکستانی سرحد کے اندر امریکی بمباری سے سیاسی دانشوروں کے قلوب واذہان میں بہت سے خدشات نے جنم لے کر اسے ان دنوں ہر طبقہ فکر میں موضوع بحث بنا دیا ہے، جس سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے عزائم ہر چھوٹے بڑے پر عیاں ہونے لگے ہیں۔ پوری دنیا اس وقت سلامتی کے حوالے سے شدید تشویش میں مبتلا ہے۔ افغانستان میں الجھاؤ، عراق سے ٹکراؤ، شمالی کوریا اور پاکستان پر فضول دباؤ نے ایشیاء کی فضا کو بری طرح مسموم کر دیا ہے۔ کوریا کی جنگ میں ہزیمت تادم تحریر امریکہ کے سینے کا بھاری پتھر بنی ہوئی ہے۔ وہ ہر قیمت پر اس کا مداوا چاہتا ہے۔ لیکن وہاں کے موجودہ صدر اور عوام نے ایسا موقف اختیار کیا جو آزاد اور خود مختار قوموں کے شایان شان ہونا ہے۔ ادھر وطن عزیز کی فضائی حدود پامال کرنے پر ہمارے کسی بڑے نے دوٹوک انداز میں احتجاج کی جرأت نہیں کی۔ ملک بھر میں مذمتی قراردادوں کے بعد وزیر داخلہ نے بیان دیا

> ''ایسی کوئی گنجائش یا قانونی جواز موجود نہیں کہ امریکی فوج آپریشن کے دوران پاکستانی علاقے میں حملہ آوروں کا تعاقب کرے۔ ہماری ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حملہ آوروں کا پاکستانی علاقوں میں تعاقب کرنے کی اجازت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

جواباً امریکی فوجی ترجمان نے انتہائی منافقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بی۔52 طیاروں کی کارروائی کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا اور پاکستان کی طرف سے دہشت گردوں کے خلاف کھلی معاونت کی تعریف کرتے ہوئے اسے فرنٹ لائن سٹیٹ قرار دیا مگر چند گھنٹوں بعد ہی پالیسی بیان دے کر اپنے عزائم واضح کر دیئے۔ امریکن سفیر نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی، الفاظ کا تیکھا پن ملاحظہ فرمایئے:

> ''امریکہ کو حق حاصل ہے کہ وہ دہشت گردوں کیخلاف کارروائی کرتے ہوئے کسی بھی ملک کی سرحدوں کے اندر ان کا تعاقب جاری رکھے۔ پاکستان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حملہ آوروں کا تعاقب کرتے ہوئے پاکستانی سرحد پر آ کر رک جانا امریکی فوج کے لیے کسی بھی طرح ممکن نہیں۔ وہ کسی بھی وقت کہیں بھی تعاقب کا پورا حق رکھتی ہے۔''

صورت حال کی گھمبیرتا کا اندازہ کیجیے! یہ کس قدر انہونیوں اور ناگفتنیوں کا پتہ دے رہی ہے۔ جنرل پرویز نے

امریکہ کی لاجسٹک سپورٹ کے نام پر جو کھیل کھیلا' اُس نے صرف پاکستان ہی نہیں پوری مسلم دنیا کی سلامتی و بقا کو ہولناک خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ سر دست عراق دشمنوں کا ہدف اوّل ہے۔ اپنوں کی نابکاری نے عراق کا آزاد ریاست کے طور پر قائم رہنا محال کر دیا ہے۔ سوڈان اور سعودی عرب بھی ان کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ خود پاکستانی نیوکلیر یاد رنابود کرنا ان کے عزائم کا حصہ ہے۔ صاحبانِ بصیرت روز اوّل ہی سے جنرل صاحب کی پالیسیوں پر بہت سے تحفظات و خدشات کا اظہار کرتے آ رہے ہیں مگر جناب صدر نے انہیں پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی۔ وہ اپنی دھن میں مگن ہالی وڈ کا تخلیق کردہ پاپ سانگ واشنگٹن کی تراشیدہ لَے میں گا کر اپنے تئیں قوموں کی برادری میں معتبر ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کرتے رہے۔ اب وہ کسی سے آنکھیں ملا کر بات کرنے کے قابل نہیں رہ گئے اور کھسیانی بلی کی طرح مسلسل کھمبا نوچ رہے ہیں۔ پاک افغان بارڈر پر ہونے والے فکر انگیز سانحے پر بھی وہ تاحال منقارِ زیر پر ہیں۔ وزیر دفاع و داخلہ کے بیانات کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ وہ تو امریکی فوجی ترجمان نے بعینہٖ واپس ان کے منہ پر دے مارے ہیں۔ بے اختیار وزیر اعظم کے منہ میں تو لگتا ہے کہ زبان ہی نہیں۔ ملک میں صرف سرحد اسمبلی نے باوقار قرارداد مذمت پاس کر کے کچھ مطالبات کئے ہیں جس پر فی الحقیقت وہ لائق ہزار تبریک و تحسین ہے۔ اس کی قرارداد اور مطالبات نے ملک بھر کے تمام طبقات میں ایک حوصلہ افزا کیفیت پیدا کی ہے جس کے زیر اثر متحدہ مجلس عمل نے امریکہ کی پالیسیوں کے خلاف ہر جگہ زبردست احتجاجی ریلیاں نکالیں اور لوگوں نے ٹوٹ کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا ہے۔

امریکی صدر بش نے پھر اعلان کیا ہے کہ ان کی افواج عراق پر حملہ کرنے کے لیے خلیج میں مکمل تیاری کی حالت میں ہیں اور عراق کو مکمل طور پر غیر مسلح کرنا' امریکہ کی سلامتی اور اسرائیل کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ ان کی اس بات سے چند نکات مترشح ہو کر ہر سمجھدار کے دل و دماغ پر کئی پیچیدہ سوالات کا ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں' جن میں ان کے مکروہ عزائم و اہداف پنہاں ہیں۔ مثلاً:

- عراق ایسا بے دست و پا ملک امریکہ ایسے جابر و قاہر ملک کے لیے کیونکر خطرہ بن سکتا ہے؟
- ہر آزاد ملک کو اپنی خود مختاری کی حفاظت کے لیے فوج اور ہتھیار رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے' جیسے خود امریکہ کو تو عراق پر پابندی کیوں؟
- پاکستان پر ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے پر زور کیوں جبکہ ہمسایہ بھارت کو خود امریکہ بھرپور مدد دے رہا ہے اور روس ایٹمی معاونت کر رہا ہے۔
- سوڈان اور سعودی عرب سے امریکہ کو کیا خوف لاحق ہے اور کیوں؟
- امریکہ مسلم ممالک کی بجائے اسرائیل کی مدد کیوں کرتا ہے؟ اسے دہشت گردی سے کیوں نہیں روکتا؟

○ کیا امریکی سلامتی کی جنگ لڑنا پوری دنیا کی ذمہ داری ہے؟
○ دیگر ممالک کی سلامتی کے تحفظ کی امریکہ کیا ضمانت دے سکتا ہے؟
○ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی اتحادی بن کر پاکستان مختلف النوع خطرات میں کیوں گھر گیا ہے؟
○ مسٹر بش عالمی برادری میں سراونچا کر کے چلنے والے ہر ملک کو امریکی سلامتی کے لیے خطرہ کیوں سمجھتے ہیں؟
○ افغانستان پر حملہ کے لیے مسٹر بش نے فی الفور ''کروسیڈ'' کا لفظ کیوں استعمال کیا؟

یہ بات اپنی جگہ حقیقت نفس الامری ہے کہ جارج ڈبلیو بش امریکہ کے اس اکثریتی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو ''اسکوفیلڈ بائیبل'' پر ایمان رکھتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے ''خدا امریکہ پر اس لیے مہربان ہے کہ وہ یہودیوں کی حفاظت کرتا ہے۔'' امریکہ میں نوے (۹۰) سے زیادہ ٹی وی چینلز اور بے شمار ریڈیو اسٹیشنز اسی مذہب کے پادریوں کی اشتعال انگیز تقاریر نشر کرتے رہتے ہیں' جن میں اصرار کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خیر وشر کی آخری جنگ ہے۔ مسلمان سرتاپا شر اور عیسائی و یہودی مکمل خیر ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کا دنیا سے مٹ جانا ہی بہتر ہے۔ سابق امریکی صدور بھی ایسے ہی غلیظ خیالات رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر:

○ صدر ریگن نے عیسائی پادریوں سے ایک ملاقات میں سلطنت روما کی تجدید نو اور اسلام کے خاتمے کی خوشخبری سنائی۔
○ جمی کارٹر نے کہا تھا کہ اسرائیل بائیبل کی تکمیل ہے اور حضرت عیسیٰ کی آمد کے لیے قبۃ الصخریٰ کا (نعوذ باللہ) گرانا ضروری ہے۔
○ امریکی صدر بش اوّل نے کہا تھا کہ دھرتی سے مسلمانوں کا خاتمہ اور مسجد اقصیٰ گرا کر عیسائیوں اور یہودیوں کا ملک ہیکل سلیمانی بنانا لازم ہے۔

موجودہ صدر بش اپنے بڑوں کے نقوش پا کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ وہ اپنے عقائد کے تحت یہ سب کام جلد از جلد کر گزرنا چاہتا ہے۔ وہ پاگل نہیں' ہوش مند ہے۔ اسی لیے افغانستان پر حملہ کرتے وقت اس نے سوچ سمجھ کر اپنے ایمان کے عین مطابق کروسیڈ (صلیبی جنگ) کے الفاظ کہے۔ انہی گمراہ کن عقائد کا کرشمہ ہے کہ وہ دنیا بھر میں ابھرنے والی طاقتوں بالخصوص ایسے مسلمان ممالک جہاں کلی یا جزوی طور پر اسلامی نظام کا نفاذ کیا گیا ہو۔ امریکی سلامتی اور یہودیوں کی بقا کے خلاف سمجھتا ہے۔ اس کا منصوبہ ہے کہ بعض مسلم ممالک کو حیلے بہانوں سے تقسیم در تقسیم کا شکار کر دیا جائے۔ انڈونیشیا کے تیمور سے اس کا آغاز ہو چکا۔ یورپی ممالک کی تجزیاتی رپورٹوں کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ مستقبل میں تین نئی عیسائی اور تین نئی مسلم ریاستیں قائم کی جائیں گی جو کچھ اس طرح ہوں گی:

○ جنوبی سوڈان، شمالی مصر اور جنوبی لبنان۔ تین عیسائی ریاستیں

○ شمالی عراق کو کرد اور جنوبی عراق کی شیعہ ریاستیں

○ سعودی عرب کے مشرقی حصہ پر مشتمل نئی ریاست

علاوہ ازیں ایشیائی معدنی ذخائر و وسائل خصوصاً تیل کے چشموں پر برق رفتار جبری قبضہ کرنا اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم کرنا بھی تازہ صلیبی جنگ کے مقاصد میں شامل ہیں۔ تعجب ہے، دنیا بھر کے راسخ العقیدہ لوگوں کو بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کے طعنے دینے والا بش خود اس قدر انتہا پسند ہے کہ اپنے غلط سلط عقائد کا بھرپور پرچار کررہا ہے۔ اُن پر عمل درآمد کے لیے بے طرح باؤلا ہوا جارہا ہے۔ جبکہ جنرل پرویز نے بظاہر دہشت گردی کے خلاف مگر باطناً صلیبیوں کا حامی ہو کر وطن عزیز میں علماء کی تقاریر پر غیر ضروری قدغن لگائی اور مدارس عربیہ پر دھاوا بولا۔ یہی حال عرب حکمرانوں کا ہے، وہ بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں۔ امریکہ کے باجگزار بن کر اس کی حمایت بھی کرتے ہیں اور عراق پر حملے کی مخالفت بھی۔ ہمارے حکمرانوں کی اسی منافقت شعاری اور دین بیزاری نے یہ برے دن دکھائے ہیں کہ پوری امت مجموعی طور پر بے حسی اور بے حمیتی کی دبیز چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ مسلم ممالک تنکا تنکا بکھرے ہوئے ہیں۔ جبکہ عیسائیوں نے اہل اسلام کی تباہی اور سلطنت روما کی تجدید نو کیلئے یورپی یونین قائم کر لی ہے۔ وہ اسی لئے بسیار کوشش کے باوجود ترکی کو رکنیت نہیں دے رہے حالانکہ ترکی ان کے مطالبے پر مکمل بے دین ہو چکا ہے۔ ستم تو یہ ہے ہمارے جنرل پرویز بھی اتاترک کو آئیڈیل مانتے ہیں۔ اسی راستے پر چل کر انہوں نے جہاد کے خاتمے کی نامشکور سعی کی اور میڈیا کو بے لگام کر دیا۔ فن کے نام پر کام کرنے والیوں نے بے حیائی و بے شرمی کے نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں جن پر کوئی چیک نہیں لیکن علماء پر پابندی کہ ''قنوت نازلہ'' بھی نہ پڑھ سکیں۔ یہ عذاب الٰہی کو کھلی دعوت نہیں تو اور کیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار!

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 27 فروری 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات بستر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم، جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961